علوی افکار وعقائد کی روشنی میں زہدوزاہد

ڈاکٹر اردشیر منظمی

حضرت علیؑ کی ذات والا صفات کی طہارت پر ''آیت تطہیر'' [۱] گواہ ہے ''آیہ ولایت'' [۲] جن کا طلایہ پھر رہی ہے، خدا کی خوشنودی کی خاطر ''شب ہجرت'' [۳] آپ نے اپنا نفس پیغمبر پر قربان کردیا۔ آپ ایسے قرآن ناطق ہیں جو صرف حامل اور مجری قرآن نہیں بلکہ خود حقیقت قرآن ہیں آپ میں اور قرآن میں جدائی نہیں ہے ''علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یفترقا حتی یردا علیَّ الحوض'' [۴] علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچیں۔

پاک وپاکیزہ امام کو پاک وپاکیزہ افراد ہی پہچانتے ہیں کیوں کہ آپ بھی ''لا یمسّهٗ الاّ المطهّرون'' کی جنس سے ہیں (پاکیزہ افراد کے علاوہ کسی دوسرے کا ہاتھ اس تک نہیں پہونچ سکتا جو آپ کی معرفت نہیں رکھتا اسے قرآن کی معرفت بھی نہیں ہے۔ اگر اسے معرفت ہوتی تو امام کو ''صراط مستقیم'' کہہ کر پکارتا۔ آپ کے فرزند بھی صراط مستقیم ہیں ''یا بن الصراط المستقیم [۵]'' یعنی اے فرزند صراط مستقیم!

اسی وجہ سے آپ کی شخصیت کی معرفت کا دارومدار کسی خاص رخ پر نہیں ہے۔ آپ کے وجود کے مختلف پہلو ہیں جس کے رعب ودبدبہ سے میدان جنگ میں بڑے بڑے بہادروں کا پتّہ پانی ہوجاتا ہے وہی رحم وکرم کا ایسا بحر بیکراں ہے جو اشک یتیم دیکھ کر طلاطم میں آجاتا ہے، اس کا دل پریشان ہوجاتا ہے۔ میدان ادب وبیان میں جس کے نام کا ڈنکا بجتا ہے۔ وہ ایسا زاہد نیم شب بھی ہے جو دنیا کے تمام علائق سے بے نیاز ہوکر کوفہ میں ایک خشک روٹی پر دن گذار دیتا ہے۔

اگر ''کلام'' انسان کی روح کا آئینہ دار'' ہوتا ہے تو پھر یہ سمجھنے کی بات ہے کہ یکتا پرستوں کے اس امام کی روح کیسی تھی جس نے مختلف قسم کے بے شمار عوالم کا مطالعہ کیا اور اس کے ناچیز انعکاس کو الفاظ کے دامن میں سمودیا جس کی تفسیر اور تاویل کی ضرورت ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر علیؑ نے نہج البلاغہ خود تحریر کیا ہوتا تو پھر ابن ابی الحدید کے لئے یہ کہنے کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ علیؑ کا

کلام قرآن سے فروتر ہے؟! کیا رسول خدا نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ''علیؑ قرآن ناطق ہیں نہ وہ قرآن سے جدا ہیں اور نہ قرآن ان سے جدا ہے ۷''

فخر عرب وعجم نے اپنے چاہنے والوں کو یہ اچھی طرح بتادیا ہے کہ عالم کا کون سا حصہ قابل دید ہے۔ نہج البلاغہ وہ دور بین ہے جس سے انسان ہدایت زیادہ بہتر طریقہ سے دیکھ سکتا ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ یہ نور کئی گنا اضافہ کے ساتھ نظر آتا ہے۔ ۷ امامؑ نے ایک انسان کے وجودی پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے'' آل اللہ'' کا فکری پہلو ایسا عالمی اور آفاقی منشور ہے جو قیامت تک ''نیک انسان'' پیدا کرسکتا ہے۔

اہل توحید کے پیشوا نے یہ بات اچھی طرح سکھادی ہے کہ انسان کے اندر ایمان کے ذریعہ دین نازل ہوتا ہے۔ زہد ایمان کا ایک پایہ ہے''الایمان علی اربع دعائم علی الصبر والیقین والعدل والجهاد، فالصبر علی اربع شعب: علی الشوق والشفق والزهد الترقب (نہج البلاغہ حکمت ۳۰) ایمان کے چار ستون ہیں صبر، یقین، عدل اور جہاد۔ صبر کے ان چار ستونوں کی چار شاخیں ہیں۔ اشتیاق، خوف، دنیا سے بے اعتنائی اور موت کا انتظار۔ ۸

امامؑ کے قول کے مطابق زہد، اسلام کا ایک رکن ہے اور سنت نبوی کا وجود زہد اختیار کرنے میں مضمر ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ انسان جب تک دنیا سے رخ نہیں موڑتا ہے اس وقت تک سنت نبوی اور علوی کی اقتدا نہیں کرسکتا'' ولقد کان فی رسول الله کاف لک فی الاسوة۔ ودليل لک علی ذم الدنيا وعيبها وكثرة مخازيها، مساويهاء (نہج البلاغہ خطبہ ۱۶۰) بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کی سنت کو نمونہ قرار دینا کافی ہے اور دنیا کے عیب اس کی رسوائی اور خرابی پر تمہارے لئے دلیل بھی موجود ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ زہد پر تسلط کے بغیر دینداری حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت علیؑ نے واضح انداز میں زہد کی ترویج وتبلیغ فرمائی ہے۔ آپ کی ذات جس صفت سے متّصف ہے آپ کے احباب میں اتنی شدت سے وہ صفت نظر نہیں آتی۔ خدا کا منشاء تو یہ ہے کہ امام کے احباب میں بھی یہ باتیں نظر آئیں۔ دوسری طرف یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ آپ نے اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں کو زہد کی تربیت کا بہترین نمونہ قرار دیا۔ نہج البلاغہ میں دس ۹ انبیا کا ذکر آیا ہے ان میں سے چار شخصیتوں یعنی موسیٰ، داؤد، عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیؐ کو زہد کے بہترین نمونے کے طور پر منتخب کیا گیا ہے۔

ان شخصیتوں میں دوسری نیکیاں اور اچھی صفتیں بھی موجود تھیں لیکن آپ نے ان صفات حسنہ سے زہد ہی کا انتخاب فرما کر اسلامی معاشرہ کو اس کی طرف متوجہ کیوں فرمایا؟ کیا اس کے سوا کوئی دوسری وجہ بھی ہے کہ اسلامی اور علوی معاشرہ کو ہر زمانہ میں زہد اختیار کرنے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

ایسے سوالات زہد کی شناخت اور اس کی تاسی کے لئے منطقی طور پر بے حد ضروری ہیں۔ ایک طرف تو یہ انبیاء ایک دینی معاشرہ کے پیشوا اور رہبر بھی ہیں جو ایک بڑے معاشرہ کی تشکیل کرتے ہیں اس کی مدیریت کے فرائض انجام دیتے ہیں اس میں نمایاں طور پر موجود ہوتے ہیں اور دوسری طرف زہد، ترک دنیا اور گوشہ گیری کی اعلیٰ مثال بھی ہیں اور اپنے پیروکاروں کو اس کی ترغیب بھی دلاتے ہیں، یہ اجتماع ضدین ہے اجتماع نقضتین نہیں ہے۔

زہد

لغت میں زہد کے معنیٰ ''ترک دنیا اور دنیا سے بے رغبتی'' ۱۰؎ بیان کئے گئے ہیں۔ استاد دھخدا کے بیان کئے ہوئے یہ معنیٰ ترجمہ سے بلند زہد کی تعریف بیان کرتے ہیں اس میں باطنی معنی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے کیوں کہ زہد کے بنیادی معنی ترک اور چشم پوشی کے ہیں۔

عرب کہتے ہیں زَهَدَ وَزَهِدَ وَ زَهُدَ فی الشئی: یعنی اس نے اس چیز کو ترک کردیا اس شئے سے اس کا میلان ہٹ گیا۔ اس نے چشم پوشی کی۔ تزہد وہ پارسا ہوگیا، عابد، زاہد اور گوشہ گیر ہوگیا۔ ۱۱؎

ڈاکٹر ابراہیم انیس کہتے ہیں'' زهد فيه وعنه: اعرض عنه، وترک لاحتقاره او لتحرجه اولقلته ۱۲؎'' یعنی اس نے اس چیز سے دوری اختیار کی۔ اسے حقیر یا بے قیمت یا کم سمجھ کر چھوڑ دیا۔

راغب اصفہانی کا بھی تقریباً یہی خیال ہے'' زهد، الزهيد الشئی القليل والزاهد فی الشئی الراغب عنه والراضی منه بالزهيد ای القليل ''۱۳؎ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کسی چیز سے روگردانی کرے، بے رجحان ہو اور کم پر جوش ہو جائے وہ زہد ہے۔

اس طرح زہد کے معنی کسی چیز سے چشم پوشی اور اسے ترک کردینا ہے رفتہ رفتہ اس پر عمل کے نتیجہ میں اس کے اندر خصوصی معنی پیدا ہوگئے کیونکہ جب مومنین نے دنیا سے بے رغبتی کا اظہار

کیا تو اس معنیٰ کو اس کا مصداق مل گیا۔ جیسا کہ ہم بعد میں ملاحظہ کریں گے۔ زہد'' تارک دنیا'' کے نام سے مشہور ہوا اسی وجہ سے ڈاکٹر ابراہیم انیس نے زہد کے معنی بیان کرنے کے فوراً بعد فرمایا ''یقال زهد فی الدنیا ترک حلالها مخافةً حسابه وترک حرامها مخافة عقابها ''۱۴؎ حساب کے خوف سے اس کے حلال کو ترک کردیا اور عذاب کے خوف سے اس کے حرام کو ترک کردیا۔

تمام عرفانی اور دینی باتیں جب جغرافیائی اور تاریخی حیثیتوں کی زد میں آتی ہیں تو انہیں نقصان پہونچتا ہے ان کی معنوی حیثیت بدل دی جاتی ہے اور بہت سے افراد صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کرپاتے اسی معنوی اور دینی مفہوم کی تحریف کی زد میں لفظ زہد بھی آ گیا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ لغوی اعتبار سے زہد کے معنی ترک کردینے کے ہیں اور اصطلاح میں'' دنیا سے رخ موڑ لینے اور دنیا ترک کردینے کو زہد کہتے ہیں''۱۵؎ لیکن اسی ترک دنیا کے مفہوم کی بنا پر اسے غلط معنی پہنا دیا گیا ہے حالانکہ'' دینی فکر میں ترک دنیا کا مفہوم ،نفسانی رابطہ اور پست باتوں سے ترک تعلق کا نام زہد ہے۔ کام، کوشش ، جدوجہد نشاط اور شادمانی کے ترک کو زہد نہیں کہا جاتا۱۶؎ ''

اس بنا پر اسلامی زہد رہبانیت سے الگ ایک شئے ہے کیوں کہ '' لوگوں سے رشتہ منقطع کرکے عبادت میں مصروف ہوجانے کو رہبانیت کہتے ہیں۔۱۷؎'' لیکن خدا تک پہونچنے کے لئے دنیا کی لذتوں کو ترک کردینے کا نام زہد ہے اس وجہ سے اس کا مکمل رخ توحید کی طرف ہے کیونکہ عمل میں دوگانگی کی بنا پر رہبانیت میں توحید کی مخالفت ہوتی ہے۔ رہبانیت کے لغوی معنیٰ خوف کے ہیں۔ اس دنیا سے خوف ہوتا ہے نہ کہ خدا سے، اور یہ شرک فعلی ہے یعنی خدا یا خلق ، یا امور خدا یا امور دنیا، ان دونوں کا ایک دوسرے کے پہلو میں قرار پانا عمل اور عقیدہ میں ایک طرح کا شرک ہے۔

خدا ہی جو دنیا اور بندوں کے امور کا مدبر اور انہیں معین کرتا ہے۔ کیا خدائے آسمان و زمین کے صفات میں تقدیر وتدبیر نہیں ہے؟ لہٰذا خدا کے فرمان کے مطابق دنیا ومافیہا کی نعمتوں سے بہرہ مند ہونا عین توحید اور زہد ہے۔ قرآن میں لفظ دنیا ہمیشہ لفظ آخرت سے پہلے آیا ہے۔ اس تقدم وتاخیر کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا راستہ اس دنیا کے اندر سے گذرتا ہے، کنارے کنارے دنیا سے الگ یہ راستہ نہیں نکلتا۔ کیا پیغمبرؐ خدا نے اعتکاف ، نماز روزہ تہجد اور تزہد کا مظاہرہ نہیں کیا اور کیا اسی کے ساتھ ساتھ، قضاوت ، فتویٰ جہاد، اورخمس وزکوٰۃ وغیرہ کی وصولی کا کام انجام نہیں دیا ؟ کیا مولا علیؑ نے پاؤں میں پرانی جوتی پہن کر مشک بھرنے کا کام کرنے کے بعد نان خشک پر گذر بسر نہیں کیا۔ لیکن

اسی کے ساتھ ساتھ کیا وہ زمین کے بہت بڑے حصہ کے اسلامی فرماں روا نہیں تھے؟ اگر خدا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ۱۸؎ تو وہ دنیا میں بھی تجلی ریز ہے اور دوسری طرف باطن کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔اس بنا پر دنیا وآخرت میں جدائی کرنا حقیقی توحید کے منافی ہے۔

صدر اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے بعد زہد کے سلسلہ میں مسلمانوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ اہل صفہ

۲۔خوارج

۳۔صوفی حضرات

اہل صفہ زیادہ دنوں باقی نہیں رہے شاید ان کی تربیت کا مقصد اسلام کے ظہور کے آغاز میں اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنا اور عالمی اسلامی حکومت کی تشکیل تھا۔ اس تحکیم کے بعد وہ اسلامی معاشرہ کا جزء بن گئے ان میں سے کچھ افراد تو اس منزل پر پہونچ گئے کہ تاریخ اسلام جن کی قابل قدر خدمات کی مرہون منت ہے۔خوارج کے رشد کا باعث ان کا اظہار زہد تھا۔ ان کی ظاہری شریعتی چال دیکھ کر کوئی ان سے مبارزہ کی ہمت نہیں کرتا تھا۔ مولا علیؑ نے کہا کہ وہ صاحب بصیرت نہیں تھے دین سے خارج ہونے کی بنا پر ید اللہ کے ہاتھوں اپنے کیفر کردار کو پہونچے۔تیسرا گروہ صوفی حضرات کا ہے۔ انہوں نے زہد کو حب کے ساتھ ملا دیا اور مذکورہ بالا دونوں جماعتوں کی بہ نسبت ان میں سے بہت سے افراد کو زیادہ زندگی ملی۔لیکن اس گروہ میں کچھ ایسے شخص دنیا بیزار تجرد کی زندگی گزارنے والے تکلیف سے بری نظر آئے جنہیں شدید نقصان پہونچا اور وہ غروب ہوکر رہ گئے۔

زہد کے تعارف کی سعی بلیغ،نفس علیؑ اور اصحاب علیؑ میں اس کی عملی شکل نے مولا علیؑ کی کوششوں کو تاریخ میں زہد حقیقی کا شاہکار بنا دیا آپ نے زہد کا سچا نمونہ پیش کیا اور انحرافی زہد سے ہمیشہ برسرپیکار رہے آپ کے اقوال میں عالمی منشور بن کر زہد کے نمونے ہمیشہ تجلی ریز رہے ہے۔

ولی کی زبان پر لفظ ’’زہد‘‘

بعض مفکرین وعلماء کا خیال ہے کہ نہج البلاغہ میں موعظہ کی غرض سے تقویٰ کے بعد زہد کا سب سے زیادہ تذکرہ موجود ہے ۱۹؎ حضرت علیؑ کی طرف سے مفہوم زہد کے سلسلہ میں اتنی صراحت

اور اصرار بے وجہ نہیں ہے ۔ جب ہم دین اور دنیا کو ایک ترازو پر رکھ کر تولیں گے تب ہمیں امام کی بات سمجھ میں آئے گی ۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وحی کی زبان میں دنیا کی مذمت زہد کا ایک بنیادی ستون ہے۔ آیئے دنیا سے وابستگی اور دلبستگی کی مذمت ''ولی خدا'' کی زبان سے سنی جائے۔

"فی صفة الدنیا: ماأصف من دار اولها عناء وآخرها فناء، فی حلالها حساب وفی حرامها عقاب من استغنیٰ فیها فتن ومن افتقر فیها حزن ومن ساعاها فاتته ومن قعد عنها وَاتته ومن ابصر بها بصرته ومن البصر الیها اعمته'' (نہج البلاغہ خطبہ ۸۲)

ہم اس گھر کے بارے میں کیا کہیں جس کا آغاز رنج ومشقت اور جس کا انجام فنا ہے۔ اس کے ہر حلال میں حساب اور ہر حرام میں عتاب اور سزا ہے۔ اس میں جسے مال ومتاع مل جائے وہ آزمائش اور امتحان میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ اور جو نیاز مند و تہی دست ہو وہ غم واندوہ میں مبتلا ہوجاتا ہے جو دنیا حاصل کرنے کے لئے دوڑتا ہے وہ محروم رہ جاتا ہے اور جو اسے حاصل نہیں کرنا چاہتا اس کے لئے وہ رام ہوجاتی ہے جو اسے چشم بصیرت سے دیکھتا ہے دنیا اسے بینا کردیتی ہے اور جو اس میں سرگرم ہوجاتا ہے دنیا اسے امور خیر کے لئے نابینا بنادیتی ہے۔

دنیا کے بارے میں ایسے نظریات ''زہد اسلامی'' کی زمین ہموار کرتے ہیں۔ زہد کے مفہوم میں دنیا کی سمائی کی کتنی گنجائش ہے اس کا بیان بہت تفصیل چاہتا ہے لیکن میں اتنا کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ قرآن میں دنیا کی جو مذمت کی گئی ہے وہ اس کی رنگینیوں (زخارف) سے وابستگی اور دلبستگی کی مذمت ہے ورنہ قرآن وحدیث میں ارتقاء اور کمال نفس کے لئے دنیا کے سلسلے میں بڑے اہم اور قیمتی جملے موجود ہیں۔ خود یہی جملہ ''من ابصر بها بصر ته'' نمونہ کے طور پر مولا علیؑ کا وہ جملہ بھی پیش کیا جاسکتا ہے جو علاء بن زیاد حارثی کی عیادت کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا تھا (نہج البلاغہ خطبہ ۲۰۹)

جب دنیا سے سابقہ ہوگا تو زہد کا اسلامی مفہوم سامنے آئے گا۔ اس وقت انسان کا نفس نگرانی کے فرائض انجام دیگا لیکن یہ نگرانی اتنی باریکی سے ہوگی کہ دنیا اور اس کی نعمتوں سے جائز اور مشروط حد تک استفادہ کیا جائے گا اور اس کا بقدر ضرورت استعمال ہوگا۔ مولا علیؑ نے مفہوم زہد واضح کرتے ہوئے اس کے حدود کا بڑے اچھے انداز میں تعین فرمایا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے'' ایّها النّاس' الزهاده قصر الامل والشکر عند النعم والورع عند المحارم (نہج البلاغہ خطبہ ۸۱) دامن

آرزو کو سمیٹنا نعمت کے موقع پر شکر بجالانا اور حرام کے مقابل پارسائی اختیار کرنا زہد ہے۔

امام زاہد بن نے زہد کی تین منزلیں بیان کی ہیں۔

۱۔ آرزووں کو گھٹانا

۲۔ شکر نعمت

۳۔ پرہیزگاری

مذکورہ بالا ستونوں پر زہد کی بنیاد رکھی گئی ہے یہ تین الگ الگ مراتب ہیں جو صرف ایک منفرد مفہوم پر دلالت نہیں کرتے البتہ ایسی چیزیں پہلی نظر میں سخت محسوس ہوتی ہیں اسی وجہ سے حضرت علیؑ نے نہج البلاغہ میں دوسرے مقام پر اس سے آسان انداز میں زہد کی تعریف کی ہے جس کی روشنی میں خدا اور معصوم کے کلام کا ربط بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے آپ کا ارشاد ہے۔ الزهد كله بين كلمتين من القرآن قال الله سبحانه، لِكيلا تاسوا علىٰ مافاتكم ولاتفرحوا بمآ اتاكم (حدیث ۲۳) نہج البلاغہ حکمت ۴۴۲۔ قرآن کے دو جملوں میں زہد بیان کردیا گیا ہے خداوند عالم فرماتا ہے کہ جو شئے تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرنا اور جو تمہیں مل جائے اس پر خوش نہ ہونا۔ اس معنیٰ میں قرآن نے صریحی طور پر دنیا کی مذمت کی ہے لہٰذا زہد حرام بھی ہے اور زہد مباح بھی۔

''زاہد'' ولی خدا کے قول کی روشنی میں

حضرت علی نے اپنے کلام میں زہد کے بیان کے ساتھ ساتھ اس کے نمونے بھی بیان کردئے ہیں تاکہ فقہا ''فقہ زہد'' کے ساتھ مومنین تک اس مرتبہ کی معرفت پہونچا دیں۔ آپ نے چارگروہوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

۱۔ پیغمبر اسلامؐ، اسلام میں زہد کا سب سے بڑا نمونہ ہیں۔

۲۔ اہل کتاب کی نظر میں تین محترم پیغمبروں حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کی زندگی درحقیقت زاہدانہ زندگی تھی۔

۳۔ زہد پر اہلبیت کی خصوصی توجہ خاص کر مولائے کائنات حضرت علیؑ کی زندگی۔

۴۔ اصحاب امیر المومنین میں سے بعض افراد مثلاً مالک اشتر، سلمان فارسی اور ابوذر غفاری

وغیرہ کی زاہدانہ زندگی۔

پیغمبر اسلام اور اہل بیت علیہم السلام تو معصوم تھے لیکن ان کے علاوہ حضرت علیؑ کے اصحاب بھی مکارم اخلاق میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ ان میں سے سلمان فارسی کا مرتبہ دوسرے تمام اصحاب اور پیروکاروں سے بلند ہے آپ زاہدانہ اخلاق میں اپنے ہم مرتبہ افراد سے بالاتر تھے۔ ''سلمان میں زہد کے تمام مراتب موجود تھے۔''۲۰

حضرت علیؑ کے کلام سے یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ اس گروہ سے اخلاق اور زہد کا ظہور ایک ایسا تربیتی سلسلہ ہے جسے خداوند عالم نے قائم کیا تھا۔ پیغمبرؐ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ ''آپ کی دودھ بڑھائی کے وقت ہی سے فرشتوں میں سے ایک عظیم المرتبت ملک آپ کے ساتھ لگادیا گیا تھا جو شب وروز بزرگ خصلتوں اور پاکیزہ سیرتوں پر لے چلتا تھا''(نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۲)

لہٰذا زہد کے نمونے کے طور پر حضرت کا انبیاء کو پیش کرنا بہت مناسب ہے تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہوجائے۔

حضرت علیؑ نے نہج البلاغہ کے خطبہ ۱۶۰ میں انبیاء کے قالب میں زہد کے عظیم الشان نمونے پیش کئے ہیں ابتدا میں حمد وثنائے الٰہی کرتے ہوئے اپنی عقیدت اور عرض ادب کا اظہار فرماتے ہیں۔''حمدا یملأ ماخلقت ویبلغ ما اردت '' ایسی حمد جو کائنات کو بھردے جو تونے چاہا ہے اس کی حد تک پہونچ جائے۔

پھر اس کے بعد اس انسان کو نصیحت فرماتے ہیں جس کی نظر محض دنیا پر ہے اور اس سے دل لگا بیٹھا ہے۔''وکذالک من عظمت الدنیا فی عینه و کبرموقعها فی قلبه آثر ها علی اللّٰه تعالیٰ فانقطع الیها وصار عبدااًله ''۔ اور یوں ہی جس کی نظر میں دنیا عظمت پالیتی ہے اور اس کے دل میں اس کی عظمت ووقعت بڑھ جاتی ہے تو وہ اسے اللہ پر ترجیح دینے لگتا ہے اور اس کی طرف رخ کرلیتا ہے اور اسی کا بندہ ہوکر رہا جاتا ہے۔

دنیا کے دھوکہ اور فریب میں آجانے والوں کو امام نے ہوشیار کیا ہے کہ وہ ہوش وحواس سے کام لیں۔ اپنے کانوں کو کھلا رکھیں اور یہ سمجھ لیں کہ اللہ والوں کا یہ شیوا نہیں ہے۔ زہد اور دنیا ومافیہا سے اعراض اتنی اہمیت کا حامل ہے کہ امام نے توحید کی بحث کے فوراً بعد دنیا طلبی کی ہجو فرمائی ہے۔ جیسا کہ امام کے ارشاد میں ہمیں نظر آتا ہے کہ'' وہ اللہ پر دنیا کو ترجیح دینے لگتا ہے'' خاص کر ایسی دنیا

طلبی سچی توحید کے منافی ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے بلا فاصلہ زہد کا روشن اور درخشاں چہرہ پیش کردیا تا کہ حاکم وفرمانروا پرہیزگاری اور پارسائی اختیار کریں اور ''راہ توحید' پر چلنے والوں کی رہبری ہوجائے۔

۱۔ پہلا نمونہ پیغمبر اعظم کی ذات اقدس ہے'' تمہارے لئے رسول کا قول وعمل پیروی کے لئے کافی ہے اور دنیا کے نقص وعیب، اس کی برائیوں اور رسوائیوں کی کثرت دکھانے کے لئے ان کی ذات رہنما ہے۔ اس لئے کہ پیغمبرؐ کے لئے دنیا کے دامن کو سمیٹ لیا گیا اور دوسروں کے لئے اس کی وسعتیں مہیا کردی گئیں ۔ دنیا کی چھاتی سے آپ نے دودھ نہیں پیا اور اس کی آرائشوں سے آپ کا رخ موڑ دیا گیا۔ انہوں نے دنیا کو (صرف ضرورت بھر) چکھا اور اسے نظر بھر کرنہیں دیکھا وہ دنیا میں سب سے زیادہ شکم تہی کی حالت میں سیر کرنے والے اور خالی پیٹ رہنے والے تھے ... رسولؐ خدا زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے غلاموں کی طرح سادگی سے بیٹھتے تھے اپنے ہاتھ سے جوتی ٹانکتے تھے اپنے ہاتھ سے کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے...آپ دنیا سے بھوکے نکل کھڑے ہوئے اور آخرت میں سلامتی کے ساتھ پہونچ گئے''۔

۲۔ دوسرا نمونہ حضرت موسیٰؑ ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے کہا کہ پالنے والے تو مجھ پر جو نعمت بھی نازل کرے گا میں اس کا محتاج ہوں (قصص ۲۴)

خدا کی قسم موسیٰؑ نے صرف بھوک برطرف کرنے کے لئے روٹی کا سوال کیا تھا کیوں کہ وہ زمین سے اگنے والی سبزی کھاتے، لاغری اور جسم پر گوشت نہ ہونے کے سبب ان کے پیٹ کی نازک جلد سے وہ سبزی دکھائی دیتی تھی۔

۳۔ تیسرا نمونہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں'' اگر تم چاہتے ہوتو تیسری مثال حضرت داؤدؑ کی سامنے رکھ لو وہ صاحب زبور اور اہل جنت کے قاری ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کی ٹہنیوں کی ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے تھے کہ تم میں سے کون شخص انہیں بیچ کر میری دستگیری کریگا۔ پھر اس سے جو قیمت ملتی اسی سے جو کی روٹی کھا کر قناعت کرتے تھے۔

۴۔ چوتھا نمونہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔'' اگر تم عیسیٰؑ کے بارے میں سننا چاہتے ہوتو سنو وہ سر کے نیچے پتھر کا تکیہ رکھتے، سخت اور کھردرا لباس پہنتے، نان خشک کھاتے تھے۔ سالن کی جگہ بھوک اور رات کے چراغ کی جگہ چاند اور سردیوں میں سایہ کے بجائے ان کے سر پر زمین کے

مشرق ومغرب کا سائبان ہوتا تھا اور زمین جو گھاس پھوس چوپایوں کے لئے اگاتی تھی وہ ان کے لئے پھل پھول کی جگہ تھی۔ نہ ان کی بیوی تھی جو انہیں دنیا کے جھمیلوں میں فریفتہ کرتی۔ نہ بال بچے تھے کہ ان کے لئے فکر واندوہ کا سبب بنتے۔ نہ مال ومتاع تھا کہ ان کی توجہ موڑتا اور نہ کوئی طمع تھی کہ انہیں رسوا کرتی، ان کی سواری ان کے دونوں پاؤں اور خادم ان کے دونوں ہاتھ تھے۔

حضرت علیؑ نے بڑے حسین اور دلچسپ انداز میں برگزیدگان خدا کے ذریعہ آسمانی زہد کا مفہوم سمجھایا اور اسلامی معاشرہ کو یہ سبق دیا کہ علوی معاشرہ کا نقشہ خاصان خدا کے زہد کے نمونہ کی بنیاد پر تیار کیا جائے تاکہ وہ معاشرہ ہر طرح کی تڑک بھڑک اور شیطانی اخراجات سے محفوظ رہ کر راہ خدا پر چلتا رہے۔

حاشیہ:

۱۔ اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرُکُمْ تَطْھِیراً (احزاب: ۳۳۔۳۳) اے اہل بیتؑ خدا کا یہ ارادہ ہے کہ وہ تم کو ہر رجس وکثافت سے دور رکھے اور تمہیں ہر عیب سے پاک وپاکیزہ رکھے۔

۲۔ اِنّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ وَرَسُولُہٗ وَالَّذِیْنَ آمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُونَ الصَّلوٰۃ وَیُؤتُونَ الزَکوٰۃ وَھُمْ رَاکِعُون (المائدہ: ۵۵۔۵) تمہارا ولی امر صرف خدا اس کا رسول اور وہ مومنین ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں (عامہ اور خاصہ کا اتفاق ہے کہ اس سے حضرت علیؑ مراد ہیں۔)

۳۔ وَمِنَ النّاسِ مَنْ یَّشْرِی نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہ وَاللّٰہ رَؤفٌ بِالعِبَاد (البقرہ: ۲۰۷۔۲) کچھ لوگ ایسے ہیں (مراد حضرت علیؑ ہیں) جو اپنے نفس کو اللہ کی مرضی کے لئے بیچ دیتے ہیں خدا ایسے بندوں کو دوست رکھتا ہے۔ (شب ہجرت علیؑ نے پیغمبر کے بستر پر لیٹ کر آپ کی جان بچائی)

۴۔ محمد مہدی علی قلی، سیمائے نہج البلاغہ، ص ۱۸ منقول از سفینۃ البحار، شیخ عباس قمی جلد ۲ ص ۴۱۴

۵۔ شیخ عباس قمی، کلیات مفاتیح الجنان، دعای ندبہ

۶۔ محمد مہدی علی قلی، سیمائے نہج البلاغہ ص ۱۵

۷۔ مصطفیٰ دلشاد تہرانی، ارباب امانت ص ۱۱

۸۔ نہج البلاغہ، ترجمہ استاد علی اصغر فقیہی، صبحی صالح کا نسخہ

۹۔ ۱۔ حضرت آدمؑ، ۲۔ حضرت ابراہیمؑ، ۳۔ حضرت اسماعیلؑ، ۴۔ حضرت اسحاقؑ، ۵، حضرت موسیٰؑ
۶۔ حضرت ہارونؑ ۷۔ حضرت داؤد، ۸۔ حضرت سلیمانؑ ۹۔ حضرت عیسیٰ۔ ۱۰۔ حضرت محمدؐ

۱۰۔ دہخدا، لغت نامہ لفظ زہد

۱۱۔محمد بندرریگی ، ترجمہ منجد الطلاب ، لفظ زہد
۱۲۔ابراہیم انیس المعجم الوسیط جلد ۱، لفظ زہد کے ذیل میں
۱۳۔ الراغب ، الاصفہان ، مفردات الفاظ القرآن، لفظ زہد کے ذیل میں
۱۴۔ ابراہیم انیس المعجم الوسیط ، جلد لفظ زہد کے ذیل میں
۱۵۔ الشریف الجرجانی ، التعریفات، لفظ زہد کے ذیل میں
۱۶۔ دلشاد تہرانی، رہزنان دین ص ۹۳
۱۷۔مطہری،سیری در نہج البلاغہ ص ۲۱۶
۱۸۔ھوالاول والآخر والظاھر والباطن (الحدید:۳۔۵۷)
۱۹۔مطہری ، سیری در نہج البلاغہ ص ۲۱۰
۲۰۔ قاسمی ، جواد، الگوہای اخلاق در نہج البلاغہ ص ۱۲

مدارک:

۱۔ اصفہانی ، الراغب ، العلامہ ابی القاسم الحسین بن محمد المعروف بہ الراغب الاصفہانی ،مفردات الفاظ القرآن تصحیح ابراہیم شمس الدین، دار الکتب العلمیہ ، بیروت الطبقہ الاولیٰ ،۱۴۱ ہجری قمری لبنان
۲۔ انیس ڈاکٹر ابراہیم ، المکتبہ الاسلامیہ استنبول ،ترکی
۳۔ بندرریگی،محمد، ترجمہ منجد الطلاب ، انتشار اسلامی ،طبع چہارم ۱۳۶۴ ہجری شمسی تہران ، ایران
۴۔ الجرجانی ، السید الشریف ابی الحسن علی بن محمد بن الحسینی الحنفی ۸۱۶ ہجری ، التعریفات ، دار الکتاب العلمیہ ، الطبقہ الاولیٰ ، ۱۴۲۰ ھ ق، بیروت ، لبنان
۵۔ دلشاد تہرانی، مصطفیٰ ، رہزنان دین ،انتشارات دریا،طبع چہارم، ۱۳۷۹ ہجری شمسی ،تہران، ایران
۶۔دلشاد تہرانی، رہزنان دین، انتشارات دریا ،طبع دوم ۱۳۸۲ شمسی ،تہران ایران مصطفیٰ
۷۔دہخدا ،علی اکبر لغت نامہ، انتشارات دانشگاہ تہران مطبوعہ اوّل ۱۳۷۳ ہجری شمسی ،تہران ، ایران
۸۔علی قلی ،محمد مہدی ، سیمای نہج البلاغہ ،نشر تاریخ وفرہنگ مطبوعہ سوم ۱۳۸۰ ،تہران ، ایران
۹۔فقیہی ،علی اصغر، نہج البلاغہ، اساس نسخہ صحی صالح، انتشارات مشرقین ،مطبوعہ اول۔ ۱۳۸۰ قم، ایران
۱۰۔قمی شیخ عباس ، مفاتیح الجنان ،ترجمہ استاد الٰہی قمشہ ای،نشر مومنین ،طبع دوازدہم ،۱۳۸۴ ہجری شمسی ،قم ، ایران
۱۱۔مطہری ،مرتضیٰ ، سیری در نہج البلاغہ، انتشارات صدرا،مطبوعہ ششم ۱۳۶۸ ، ایران

☙•❧